Downloaded From Paksociety.com

سحرش بانو

یہ عید کتنی سعید ہے

کھڑکی کے کھلے پٹ سے چپکی زیب اور مشی، دروازے میں آدھی اندر اور آدھی باہر والی حالت میں کھڑی فضہ بتول کے چہرے سے چھلکتے تجسس اور بے چینی کے برعکس اس کا شفاف گلابی چہرا بنا کوئی تاثر ظاہر کیے حالت سکون میں تھا۔ ڈائجسٹ کا تازہ شمارہ ہاتھ میں لیے وہ مکمل طور پر اس میں کھوئی ہوئی تھی۔ اس وجہ سے ارد گرد کے ماحول سے بھی بے نیاز تھی۔ کمرے میں موجود باقی لڑکیوں کے چہروں پر سامنے سے آتی صبا کو دیکھ کر ذرا سکون آیا تھا۔ ساتھ ہی اس سے بلندی جلدی سب سن لینے بلکہ اگلوا لینے کی بھی جلدی تھی۔

"بمباسٹک قسم کی نیوز ہے یار!" کمرے میں قدم رکھتے ہی اس نے اعلان کیا تھا پھر فضہ بتول کو اندر کھینچ کر دروازہ پورا بند کیا تھا۔ ایشاع بھی رسالہ چٹائی پر رکھ کر اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

"اب بک بھی چکو۔" صبا کے ڈرامائی قسم کے طویل خاموشی کے وقفے سے اکتاتے ہوئے اس نے جمائی لیتے اسے گھورا تھا۔

"تو بابا آخر پچھلے چند روز سے جاری گھر کے تمام بڑوں کے درمیان خفیہ میٹنگ کا نتیجہ سامنے آچکا ہے۔"

ناولٹ

"وہ کیا؟" لڑکیوں کا تجسس سے برا حال تھا۔

"جی تو معزز سامعین!"

"وہ کون ہیں؟" مشی نے حیرت سے ارد گرد دیکھا تھا۔

"کون؟" فضہ بتول نے پوچھا۔

"معزز سامعین۔"

"اف! تمہیں کہا ہے ایڈیٹ۔" صبا نے سر پیٹا تھا۔

"اوہ! اچھا۔" اس نے سکون کا سانس بھرا تھا۔

"جی تو جناب گھر کے تمام بڑوں اور سرکردہ افراد کا خیال ہے اور بہت ہی نیک خیال ہے کہ اس گھر کی ینگ جنریشن اس قابل ہو گئی ہے کہ اس کی شادی خانہ آبادی۔" "دراصل بربادی۔" ایشاع نے لقمہ دینا ضروری سمجھا تھا۔

DOWNLOADED FROM PAKSOCIETY.COM

CamScanner

Downloaded From Paksociety.com

"بکو مت۔" صبا نے اسے گھوری سے نوازتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی۔

"ہو جانی چاہیے اس لیے تمام بزرگوں نے صلاح مشورے کے بعد شادی کے قابل تمام افراد کی قسمتوں کے فیصلے کر دیے ہیں۔" یہاں آکر اس نے ذرا وقفہ لیا تھا۔

"یہ سب ہم پہلے سے جانتے ہیں۔ تم وہ خبر بتاؤ جسے لانے کے لیے بھیجا تھا۔" فضہ بتول نے بے زاری سے کہا تھا۔

"ہاں تو دل تھام کے سنیے۔۔۔ آنسہ زیب عثمان کے لیے محترم شاہ نواز کو چنا گیا ہے۔" اس نے اصلی اور اہم خبر نشر کرنا شروع کی۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے تو نے مجھے افریقوں کی متوقع والدہ ہونے سے بچالیا۔" سب کے ردعمل سے پہلے ایشاع نے شکر ادا کرنا ضروری سمجھا تھا مگر یہ بات افریقوں کی متوقع والدہ کو کچھ خاص پسند نہیں آئی تھی تب ہی کھینچ کر اسے کشن سے مارا گیا تھا جو اسے تو نہیں البتہ دروازہ کھول کر اندر آتی چاچی اماں کے سر پر کسی ڈرون کی طرح لگا تھا۔ وہ بے چاری اس اقدام کے لیے کہاں تیار تھیں۔ چکرا کر رہ گئیں۔ اور پھر جو انہوں نے زیب عثمان صاحبہ کی خبر لی کہ اللہ دے اور بندہ لے۔

"ہاں آگے بولو۔" ان کی تمام تر ڈانٹ شرافت سے سن کر ان کے جانے کے بعد فضہ بتول نے بے چینی سے پوچھا تھا۔ اسے نجانے کیا دھڑکا کھائے جا رہا تھا۔ "آمنہ مشی زبیر کو جناب عمیر فاروق کے پلے باندھا جائے گا۔"

"یا اللہ میں کس منہ سے تیرا شکر ادا کروں کہ تو نے مجھے کن کٹے عمیر کی بیگم کہلوانے سے بچالیا۔" ایشاع زبیر نے اب بھی شکر ادا کرنا ضروری سمجھا تھا مگر اس بار دوسری طرف سے انتہائی ضبط کا مظاہرہ کیا گیا تھا۔ "اور محترم بلال فاروق کے لیے خنسا پھپھو کی لاڈلی فضہ بتول کو چنا گیا ہے۔" خبر کا اگلا حصہ فضہ بتول کے لیے اطمینان کا باعث تھا سو طمانیت بھری مسکراہٹ اس کے گلابی لبوں پر پھیلی تھی۔

"یا مولا میں کس طرح سے تیرے اس احسان کا شکر ادا کروں کہ تو نے مجھے انسپکٹر چغل خور سے بچالیا۔"

ایشاع بدتمیزی کی لن ترانیاں جاری تھیں۔

"بکواس مت کرو ایشاع کی بچی۔" فضہ بتول نے فوراً ایک سال کی بڑائی کا فائدہ اٹھایا تھا چہرے پر سکون اور تشکر کے احساسات لیے اس نے فوراً سر خم کیا۔

"اور تمہارے لیے کیا فیصلہ کیا گیا ہے؟" اپنا اطمینان کر لینے کے بعد مشی نے صبا سے پوچھا۔ "دیں گی تو کچھ لیں گی بھی۔ یہ میرا نہیں پھپھو کا اپنا بیان ہے۔"

مشی کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے صبا نے کہا۔

وہ چاروں چونکی تھیں، ایشاع تو باقاعدہ سیدھی ہو کے بیٹھی تھی۔

"یا اللہ خیر!" کلورو بھی لبوں پر جاری تھا۔

"اب میرے جیسی خوب صورت، ایجوکیٹڈ، سگھڑ، خوش اخلاق لڑکی کے ہوتے ہوئے ان کی نظر انتخاب کسی اور پہ کیسے پڑ سکتی تھی۔ انہوں نے خود محبت سے مجھے مانگا ہے۔" صبا نے اترا کر کہا تھا۔ تو اس کا کب کا رکا سانس بحال ہوا۔

"باوجود تمہارے بیان پر انتہائی شدید اعتراض، اتنی اچھی خبر سنانے پر میں تمام اعتراضات حلق سے اتار لیتی ہوں۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا، پھر دونوں ہاتھ بلند کیے۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے کہ۔۔۔"

"باس۔" صبا نے غصے سے ہاتھ اٹھا کر اسے ٹوکا تھا۔

"اوکے میں بعد میں ادا کر لوں گی۔" وہ بھی فوراً راضی ہوئی تھی۔

"اب پیچھے کون کون بچا ہے۔ محترمہ ایشاع زبیر اور محترم شاہ یار حسن۔"

"اوہ! ہاں مشکر ہے، کسی کی قسمت تمہارے جلاد بھائی کے ساتھ نہیں پھوڑی گئی۔" وہ جاتے جاتے پلٹی۔

"ہاں مگر ان کی قسمت ضرور کسی کے ساتھ پھوٹی

DOWNLOADED FROM PAKSOCIETY.COM

CamScanner

Downloaded From Paksociety.com

لگتی ہے۔" صبا نے بازو لپیٹے معنی خیز سی نظر اس پر ڈالی۔

"کس کے ساتھ؟" فضہ بتول کو جاننے کی بہت جلدی تھی۔

"ایشاع زبیر کے ساتھ۔" صبا نے مسکراتے ہوئے انکشاف کیا۔

"کیا؟" ان تینوں کو ہی حیرت کا جھٹکا لگا تھا مگر صبا کے پاس غور کرنے کا وقت نہیں تھا۔ وہ تو حیرت سے ایشاع زبیر کے سفید پڑتے چہرے اور تیزی سے نفی میں ہلتے سر کو دیکھ رہی تھی۔

سنی شاہ یار سے اس کی بے تحاشا محبت۔ ان چاروں کو لگتا تھا وجہ کہیں نہ کہیں شاہ یار حسن بھی تھا مگر وہ غلط تھیں۔ یہ ایشاع زبیر کے ردعمل نے بتا دیا تھا۔

☼ ☼ ☼

اگر آنسہ ایشاع کو کھڑوس شاہ یار حسن سے شادی پر اعتراض تھا تو محترم شاہ یار حسن کو بھی بدتمیز اور بگڑی ہوئی (بقول شاہ یار حسن کے) ایشاع سے کوئی لگاؤ نہیں تھا۔ مہرین کی بے وفائی کے بعد اس نے شادی جیسا تجربہ دوبارہ نہ کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا کہ پہلا تجربہ ہی بہت تلخ اور ناکام ثابت ہوا تھا' مگر اماں ابا کی ہزار کوششوں' تاویلوں اور دلیلوں کے بعد وہ بمشکل ہی سہی' مگر شادی پر رضامند ہوا تھا مگر ایشاع زبیر ہرگز نہیں' کبھی نہیں اس کا فیصلہ قطعی اور دوٹوک تھا۔ یہاں پھر اماں ابا آگے آئے تھے۔

"اماں میں کسی سادہ اور سمجھ دار سی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ جب کہ ایشاع میں ابھی تک بچپنا ہے۔ کچھ آپ سب کے لاڈ پیار نے اسے مزید بگاڑ رکھا ہے۔" اس نے اپنے اعتراضات سامنے رکھ دیے تھے۔

"جب شادی کی ذمہ داری پڑے گی تو خود بخود سنجیدگی آجائے گی' لاپروائی بھی سلیقے میں بدل جائے گی اور سب سے اہم بات اب تم اکیلے نہیں ہو شاہ یار' سنی بھی ہے تمہارے ساتھ۔ جسے ماں اور اس کی محبت کی ضرورت ہے۔ بالفرض ہم باہر سے کوئی لڑکی تمہاری بیوی بنا کر لے آتے ہیں اور وہ سنی کو ماں کا پیار نہ دے سکی تو پھر یہ تو نہیں مانتا ہوگا کہ ایشاع سنی سے بہت محبت کرتی ہے اور وہ بھی بنا کسی غرض' لالچ یا کھوٹ کے۔"

ان کی اس بات پر وہ خاموش ہوگیا تھا کہ واقعی پانچ سال پہلے جب مہرین کے جانے کے بعد وہ تین سالہ سنی کو لے کر انگلینڈ سے لوٹا تھا تو ایشاع ہی تھی جس نے سنی کو سنبھالا تھا' سنی جو ہر وقت ماں کے لیے روتا' تڑپتا' بلکتا رہتا تھا۔ اس ماں کے لیے جس نے اسے اپنی آزادی کی راہ میں رکاوٹ سمجھا تھا اور جاتے ہوئے باپ کے پاس ہی چھوڑ گئی تھی۔ ایشاع نے بہت اچھے سے سنبھالا تھا اسے اور سنی اس کی تو جان تھی ایشاع آپی میں۔ ایک پل وہ اس کے بغیر نہیں رہتا تھا اور پھر ان ہی دنوں ہونے والے ایک اور واقعہ نے بھی اسے ایشاع سے شادی کے لیے رضامند ہونے پر مجبور کردیا تھا۔

یہ تقریباً ایک ماہ پہلے کی بات تھی جب اماں نے اس سے ایشاع کے بارے میں رائے پوچھتے پھر سمجھاتے ہوئے سوچنے کا وقت دیا تھا۔ زبیر چاچو کے دوست اپنے بیٹے کے لیے ایشاع کا رشتہ لائے تھے وہ اپنے کمرے میں تھا' جب دروازہ کھول کر سنی دبے پاؤں اندر آیا تھا۔

"پاپا! چھوٹے دادا کے فرینڈ ایشاع آپی کا پرپوزل لے کر آئے ہیں۔" آٹھ سالہ سنی اس کے سامنے کھڑا کہہ رہا تھا۔

"ہوں!" اس نے سر ہلایا تھا۔

"پھر ان کی شادی چھوٹے دادا کے فرینڈ کے بیٹے سے ہوجائے گی؟" پہلے سوال کا جواب ملتے ہی اس نے اگلا سوال کیا تھا۔

"ہاں! ہوسکتا ہے۔" سنی کو جواب دیتے اس نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر بالوں میں برش کرنا شروع کیا تھا۔

DOWNLOADED FROM PAKSOCIETY.COM

CamScanner

Downloaded From Paksociety.com

"تو پھر وہ یہاں سے چلی جائیں گی۔ ہیں نا پاپا؟"
اس نے ایک اکتائی ہوئی نظر سنی پر ڈالی جو آج سوال پر سوال کیے جا رہا تھا۔
"تو پھر میں ان کے بغیر کیسے رہوں گا پاپا؟" منہ بسور کر بہت آگے کا سوچتے اس نے پوچھا تھا۔ وہ جو لبا" خاموش رہا تھا۔
"پاپا! آپ ایشاع آپی سے شادی کر لیں نا پھر وہ ہمیشہ یہیں رہیں گی۔" سنی نے پرجوش سا ہو کے اپنے تئیں بڑا مفید مشورہ دیا تھا۔
"سنی!" برش رکھتے اس نے سنی کو تنبیہی لہجے میں پکارا تھا۔
"آئندہ میں ایسی کوئی بات نہ سنوں تمہارے منہ سے۔"
سنی خاموشی سے واپس چلا گیا تھا۔ وہ اپنے پاپا سے ضد نہیں کر سکتا تھا' ان سے بات نہیں منوا سکتا تھا' مگر وہ اور "بہت کچھ" کر سکتا تھا اور اس نے کہا تھا کہ اپنی ایشاع آپی کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔

☆ ☆ ☆

ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے مہمان خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ چائے اور دیگر لوازمات سے ان کی خاطر تواضع کی جا رہی تھی' جب وہ خاموشی سے اندر داخل ہوا تھا۔
"سنی! ادھر آجاؤ بیٹا۔" تائی اماں نے فورا" پکارا تھا' مگر وہ سنی ان سنی کرتا چھوٹے دادا کے فرینڈ کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا سب نے ہی حیرت سے اسے دیکھا تھا۔
"آپ ایشاع آپی کا پرپوزل لے کر آئے ہیں؟"
انہوں نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا تھا۔
"مگر ایشاع آپی کی شادی تو میرے پاپا سے ہوگی' وہ میری نئی ممی بنیں گی۔" اس کی بات نے ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے مہمانوں اور میزبانوں کے علاوہ اندر داخل ہوتے شاہ یار حسن کو بھی اپنی جگہ پتھر کر دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

اس نے سوئے ہوئے سنی پر نظر ڈالی' دائیں گال پر ابھی تک اس کی انگلیوں کے نشان واضح تھے' پلکوں پہ ابھی تک موتی اٹکے تھے' آنسوؤں کے نشان اس کے سرخ اور سفید چہرے پر جم چکے تھے۔ اپنے ہاتھ سے اس کے بال سنوار کے وہ کھڑکی میں آ کھڑا ہوا' سگریٹ سلگاتے بکھرے بالوں کنپٹیوں تک کف الٹائے گلابی ہوتی آنکھوں کے ساتھ وہ مضطرب کھڑا تھا۔
زندگی میں پہلی بار اس نے سنی پر ہاتھ اٹھایا تھا۔ اس نے بے اختیار اپنا دایاں ہاتھ جھٹکا جو اس نے سنی پر اٹھایا تھا' تب ہی اماں چلی آئی تھیں۔
"تمہیں کیا لگتا ہے شاہ یار اس مسئلے کا یہی حل ہے ڈانٹ ڈپٹ' مار کٹائی۔ یہ سب کرو تم مگر اس کے دل سے ماں کی خواہش ختم نہیں کر سکتے۔ تم اسے دبا سکتے ہو۔ اس کی ماں کی ضرورت ختم نہیں کر سکتے۔"
اور آنے والے دنوں میں اس نے دیکھا کہ بھلے سنی اس کے ڈر کی وجہ سے خاموش ہو گیا تھا' مگر اس کی شوخی' شرارت سب ختم ہو گئی تھی۔ اماں ابا کی رضا اور سنی کی خوشی کے لیے وہ یہ کڑوا گھونٹ بھرنے کو تیار ہو گیا تھا۔ اسے ایشاع زبیر سے شادی پر اعتراض نہیں تھا۔

☆ ☆ ☆

اسے بھلے ایشاع زبیر سے شادی پر اعتراض نہیں تھا' مگر ایشاع زبیر کو تھا اور بہت شدید تھا۔ تب ہی احتجاج کرنے اماں کے پاس چلی آئی تھی۔
"اماں! مجھے شاہ یار سے شادی نہیں کرنی۔"
زیورات کے ڈبے نکالتی اماں ٹھٹکی تھیں۔
"اچھا تو پھر کس سے کرنی ہے؟" ساتھ ہی پوچھ بھی لیا تھا۔
اب کے وہ ذرا سنبھلی۔ "کیا مطلب اماں' اب اگر شاہ یار سے نہیں کرنی تو اس کا مطلب یہ کہاں سے نکلتا ہے کہ کسی اور سے کرنی ہے۔"
"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ساری زندگی اماں باوا کے سینے پر مونگ دلنی ہے۔" اماں بھی آخر اس کی اماں تھیں۔

DOWNLOADED FROM PAKSOCIETY.COM

CamScanner

Downloaded From Paksociety.com

"اماں...!" وہ ٹھٹکی۔

"بس بی بی بس۔ وہ مشی بھی تو ہے۔ اس نے تو ہنسی خوشی اماں باوا کے فیصلے پر سر جھکا دیا۔ وہ زیب فضہ صبا کیسی فرماں بردار اور ایک یہ نرالی بی ہیں۔ سب باوا کا لاڈ ہے مگر کان کھول کے سن لو بی بی! میں اس معاملے میں تمہارے باپ کی بھی نہیں سننے والی۔ غضب خدا کا اتنا اچھا سلجھا ہوا بچہ شاہ یار اور یہاں نخرے ہی نہیں ختم ہو رہے۔"

تب ہی ابا چلے آئے تھے۔ اماں کا جلالی انداز اور اس کی رونی صورت۔

"کیا ہوا کیوں ڈانٹ رہی ہو میری بیٹا کو۔"

"ہاں وہ سالن جلا دیا تو۔" اماں نے بات بنانے کی کوشش کی۔

"ابا! مجھے شاہ یار سے شادی نہیں کرنی۔" اس نے اماں کی کوشش پر پانی پھیرا۔

"لو ایسی بے شرمی کہیں دیکھی؟" اماں کا بس نہیں چلتا تھا پاس پڑی قینچی سے اس کی زبان کاٹ دیں البتہ ابا تحمل سے مسکرائے۔ ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھلایا۔

"لو! اب باوا بیٹیا کا لاڈ شروع۔" جو دیکھنے کی فی الحال اماں میں تاب نہیں تھی۔ سو جلتی کلستی باہر نکل گئیں۔ ابا خاموش بیٹھے سارے اعتراضات سنتے رہے وہ بولتے بولتے تھکی تو ایک سوال پوچھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے ایشاع! اس پوری دنیا میں تم سے سب سے زیادہ محبت کون کرتا ہے؟"

"آپ اور صرف آپ۔" اس کا جواب جھٹ سے حاضر تھا۔

"تو پھر میری پیاری بیٹی اطمینان رکھے کہ اس کا باپ جو ساری دنیا میں اس سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہے کبھی اس کا برا نہیں چاہ سکتا۔"

اب وہ اور کیا کہتی یا بولتی۔ سر جھکائے واپس آگئی تھی۔

☆ ☆ ☆

اس نے ہار مان لی تھی وہ شاہ ہاؤس کے مکینوں کو کبھی نہیں سمجھا سکتی تھی سمجھاتی تو جب وہ کچھ سنتے یہاں کوئی سننے کو تیار ہی نہیں تھا۔

"شاہ یار بہت سلجھا ہوا اور سمجھ دار بچہ ہے۔" یہ بابا ابا سے لے کر چھوٹے چچا تک سب کی متفقہ رائے تھی جس میں اختلاف کی گنجائش نہیں تھی۔ اسے اس جملے میں تینوں صفات پر اختلاف تھا۔ نمبر ایک سلجھا ہوا نمبر دو سمجھ دار نمبر تین بچہ؟

"شاہ یار بہت پیارا بیٹا ہی نہیں بہت پیارا انسان بھی ہے۔"

یہ تائی اماں سے لے کر چھوٹی چچی سب کا ماننا تھا۔ پہلا نہیں دوسرا فقرہ اس کی ہمیشہ جان جلاتا تھا۔ "شاہ یار بھائی بہت ہینڈسم اور اسمارٹ ہیں۔" یہ صبا فضہ مشی وغیرہ کا خیال تھا جس سے وہ چاہ کر بھی اختلاف نہیں کر پائی تھی۔

"اتنے اچھے اور پیارے ہیں شاہ یار بھائی کیا کمی ہے ان میں جو یوں منہ پھلائے پھر رہی ہو؟" مشی نے آج دو دو ہاتھ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

"میں نے کب کہا کہ کمی ہے اس میں تو زیادتی ہے۔"

"اچھا! کس چیز کی؟" مشی فوراً متجسس ہوئی تھی۔

"سڑیل کھڑوس بددماغ مغرور اکھڑ۔ یہ وہ ساری خوبیاں ہیں جو تم سب کی نظروں سے ہمیشہ اوجھل رہی ہیں۔"

وہ بات نہیں کر رہی تھی انگارے چبا رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

ان دونوں کے ہزار نہ چاہنے کے باوجود بھی انہیں ایک دوسرے سے منسوب کر دیا گیا تھا۔ شادی کے لیے تین ماہ کا وقفہ رکھا گیا تھا۔

منگنی کو ہفتہ ہو چلا تھا جب فیروزہ پھپھو اور سمانہ مبارک باد دینے آئی تھیں۔ فیروزہ پھپھو بہت مغرور اور بددماغ خاتون تھیں اور یہی خوبی ان کی اولاد میں بھی پائی جاتی تھی۔ پھپھو بڑی خواتین کے ساتھ تھیں

DOWNLOADED FROM PAKSOCIETY.COM

Downloaded From Paksociety.com

جب سہانہ لڑکیوں کے روم کی طرف بڑھی تھی۔ پہلی مڈبھیڑ سیڑھیاں اترتی ایشاع سے ہی ہوئی تھی۔

"مبارک ہو ایشاع! بالآخر تمہاری محبت رنگ لے ہی آئی۔"

"کیا مطلب؟" سینے پہ بازو لپیٹے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولتی سہانہ کو اس نے حیرت سے دیکھا تھا۔

"مطلب سنی کے ساتھ اتنی محنت تم نے شاہ یار کو پانے کے لیے ہی تو کی تھی۔ تو مبارک ہو تمہاری محنت ثمر بار ہوئی۔" نفرت سے کہتے اس نے ایشاع کو گھورا تھا۔

"ہاں بالکل!" گرل سے ٹیک لگائے وہ اطمینان سے گویا ہوئی۔ ویسے بھی اس کا ایک اصول تھا جو آپ سے جلے اسے مزید جلانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

"محنت میں عظمت اور حرکت میں برکت والے مقولے تو آپ نے سن رکھے ہوں گے۔"

"تو مطلب تم نے شاہ یار تک پہنچنے کے لیے سنی کو سیڑھی بنایا؟" وہ پھنکاری تھی۔

"جی بالکل! آپ کا اندازہ درست ہے۔" مسکرا کر کہتے وہ بے خبر تھی۔ اس کے الفاظ سہانہ کے ساتھ ساتھ شاہ یار نے بھی سنے ہیں۔

✵ ✵ ✵

"شاہ نواز نے میرون کلر منتخب کیا ہے ویڈنگ ڈریس کے لیے۔" زیب نے جوس کے ڈبے سے بڑا سا گھونٹ لے کر سب کو مطلع کیا تھا۔ "بقول ان کے انہوں نے جب بھی تصور کی آنکھ سے مجھے دلہن بنے دیکھا۔ میرون کلر میں ہی دیکھا۔"

اترا کر کہتے اس نے سب پر نگاہ ڈالی تھی۔ نفاست سے کٹے سیب کی قاش کو منہ میں ڈالتے ایشاع نے سر جھٹک کر خود کو میگزین میں گم کیا۔

"اور عمیر کا تو بس نہیں چلتا ویڈنگ ڈریس کے علاوہ بھی سارے ڈریسز پنک کلر میں بنوالیں۔" مشی نے بھی مسکراتے ہوئے عمیر کی فرمائش نشر کی تھی۔

"اور بلال نے گولڈن اور ریڈ کلر منتخب کیا ہے۔" کونے سے فضہ بتول کی بھی شرماتی لجاتی آواز ابھری تھی۔

"گڈ! اور ایشاع شاہ یار نے کون سا کلر منتخب کیا ہے۔"

سہانہ نے بظاہر مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔ بنا چونکے سر اٹھا کر اس نے سہانہ کو دیکھا تھا پھر مسکرائی۔

"شاہ یار کہتے ہیں میں جو بھی کلر پہنوں گی۔ وہ ہی مجھ پہ جچے گا کیوں کہ بقول ان کے انہیں لگتا ہے وہ کلر بنا ہی میرے لیے ہے۔"

فراٹے سے بولے جھوٹ نے سہانہ کے چہرے پر غصہ جب کہ باقی سب کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیری تھی۔

✵ ✵ ✵

اسٹیج پر موجود چاروں دلہنیں ہی بے حد پیاری لگ رہی تھیں۔ دولہا صاحبان کو ابھی تک اسٹیج پر ساتھ نہیں بٹھایا گیا تھا۔ چاروں میں سے تین کے چہرے پہ موجود انبساط و اطمینان کے رنگ بہ آسانی دیکھے جاسکتے تھے جب کہ چوتھی دلہن کچھ خاموش اور بے زار نظر آرہی تھی۔

"اتنی بری شکل بنا کر بیٹھی ہو، سچی متیرا لگ رہی ہو۔"

زیب نے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔ وائٹ کلر کے دیدہ زیب لہنگے میں جس پر سلور کلر کا انتہائی خوب صورت کام ہوا تھا پہنے وہ جھٹ سے زیب کی طرف مڑی جو سامنے دیکھتی اب مسکرا رہی تھی۔

"اور میں تمہیں وارن کر رہی ہوں زیبی خدارا شاہ نواز کے پہلو میں بیٹھ کر اتنی دیدہ دلیری سے دانت مت نکالنا۔ سچی لگے گا افریقی باندر کے پہلو میں لمبے دانتوں والی چڑیل براجمان ہے۔" فوراً حساب چکتا کر کے اس نے پھلجھڑی چھوڑی تھی۔

"قسم اٹھوا لو ایشاع! یہ جو تمہیں شاہ یار جیسے بندے کے پلے باندھا گیا ہے نا اس میں زیادہ حصہ تمہارے

DOWNLOADED FROM PAKSOCIETY.COM

CamScanner

Downloaded From Paksociety.com

ان ہی "بڑے بولوں" اور باقی کا ہماری خاموش آہوں کا ہے۔"

زیب کی بات نے اسے چند لمحوں کے لیے چپ کروا دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی جب وہ اپنے روم میں آیا تھا۔ اسے سو فیصد یقین تھا وہ اب تک سو چکی ہوگی کیوں کہ انتظار اور وہ بھی اتنا لمبا انتظار ایشاع زبیر کے بس کی بات نہیں تھی مگر خلاف توقع محو انتظار تھی۔ وہ سیدھا بیڈ کی طرف ہی آیا جہاں سر جھکائے وہ بیٹھی تھی۔ بنا ایشاع کی طرف دیکھے اس نے ذرا سا جھکتے ریسٹ واچ اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی تھی۔ پھر جیب سے سگریٹ لائٹر موبائل وغیرہ نکال کر رکھا اور فریش ہونے چل دیا تھا۔

"مجھ سے شادی کا اتنا ہی شوق تھا تو خود مجھ سے کہتیں۔ سنی کو استعمال کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

تکیہ سیدھا کر کے لیٹتے اس نے سرسری نظر اس کے بنے سنورے روپ پر ڈالتے کہا تھا۔ ایشاع نے جھٹکے سے سر اٹھایا تھا۔

"ایکسکیوزمی! سنی کو میں نے نہیں آپ نے استعمال کیا۔ مجھ سے شادی کرنے کے لیے۔" وہ تڑخی تھی۔

وہ ہنسا۔ "مائی گڈنس! اتنی غلط فہمی کس بنا پر؟"

"اور آپ کو اتنی خوش فہمی کس بنا پہ اور جہاں تک شادی کا تعلق ہے مجھ میں ایسی کوئی کمی نہیں جو مجھے شادی کرنے کے لیے کسی کا سہارا لینا پڑے۔"

اپنی بات مکمل کر کے وہ بیڈ سے اتر گئی تھی۔

ولیمہ کے بعد سارے کپلز ہنی مون کے لیے نکل چکے تھے۔ شاہ یار نے کام کا گھسا پٹا بہانہ کر کے جانے سے معذرت کر لی تھی۔

وہ تہا کر نکلا تو وہ سنی کو ریڈی کرنے کے ساتھ ساتھ خود بھی تیار ہو چکی تھی۔ وہ سنی کے اسکول میں ہی ٹیچر تھی۔

"سنی! اپنی مما سے کہو اب انہیں مزید جاب کرنے کی ضرورت نہیں۔" ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے سنی سے کہتے درپردہ اسے حکم سنایا تھا۔ وہ کلسی۔

"سنی! اپنے پاپا سے کہو، میں پہلے بھی یہ جاب کرتی تھی اب بھی کروں گی۔"

وہ اسے مخاطب نہیں کرنا چاہتا تو وہ کون سا سمری جا رہی تھی۔

"سنی! اپنی مما سے کہو کہ پہلے کی بات اور تھی اب وہ کوئی الٹرا ڈیزیرہ نہیں شادی شدہ خاتون ہیں، بہتر ہوگا اپنی نئی ذمہ داریوں کو سنبھالیں۔"

خود پر پرفیوم اسپرے کرتے اس نے استہزائیہ لہجے میں کہا تھا۔

"سنی! اپنے پاپا سے کہو کہ۔۔۔" "بس" اس کی بات شاہ یار نے ہاتھ اٹھا کر روکی تھی۔

"سنی! اپنی مما سے کہو مجھے بحث پسند نہیں، اینڈ دیٹس اٹ۔" وہ بات مکمل کرتا باہر نکل گیا تھا۔ پیچھے اس کا غصے سے برا حال تھا۔

"سنی! تمہارے پاپا۔۔۔"

"بہت ہینڈسم لگ رہے ہیں نا۔ ہیں ہی ہینڈسم۔ حمزہ اور عفی بھی یہی کہتے ہیں۔"

سنی کے چہک کر کہنے پر وہ جو بہت کچھ کہنے والی تھی بمشکل خاموش رہی تھی اور پہلا خیال حمزہ اور عفی کا دماغ ٹھیک کرنے کا ہی آیا تھا۔

☆ ☆ ☆

اس نے دو کپوں میں چائے نکالی پھر کپ ٹرے میں رکھ کر لاؤنج میں آ گئی تھی جہاں تایا ابا اور شاہ یار ٹاک شو بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ تایا ابا کو کپ پکڑا کر اس نے ٹرے شاہ یار کے آگے کی تھی۔

"تو تھینکس!" اس نے کندھے اچکائے آرام سے کپ اٹھا کر صوفے پہ بیٹھتے لبوں سے لگایا ہی تھا۔

"بیٹا شاہ یار کو بھی دینی تھی۔" تایا ابا نے اس کی طرف دیکھا۔

DOWNLOADED FROM PAKSOCIETY.COM

CamScanner

Downloaded From Paksociety.com

"دی تھی انہوں نے تو تھینکس کہہ کر لوٹا دی۔"

"بیٹا! شاہ یار اس وقت کافی لیتا ہے۔"

"تو بتا دیتے نا بابا! اب مجھے الہام تو نہیں ہوتے نا۔" بظاہر مسکرائی تھی۔

"کوئی بات نہیں بیٹا اب بنا لاؤ!" بابا کے اگلے حکم نے اس کے اندر کڑواہٹ بھر دی تھی۔

"جی!" کہہ کر وہ اٹھنے لگی تھی جب شاہ یار نے منع کر دیا تھا۔

"ضرورت نہیں ابا! جب ہوگی۔ میں چندو سے بنوا لوں گا۔"

وہ "مائی فٹ۔" کہہ کر رہ گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ گلاس ٹیبل پر لیپ ٹاپ رکھے کام میں بزی تھا جب سنی نے ذرا سا دروازہ کھول کر اندر جھانکا تھا۔ سر اندر دھڑیا ہر والی پوزیشن میں چند لمحے کھڑے رہنے کے بعد اس نے دھڑ اندر کھینچا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے پاس آیا۔

"پاپا۔۔۔!" اس نے بہت میٹھے لہجے میں پکارتے اس کے دائیں طرف والی جگہ سنبھالی تھی۔

"ہوں۔۔۔!" کی بورڈ پر تیزی سے چلتی انگلیاں صرف ایک سیکنڈ کو رکی تھیں۔

"یو نو پاپا! آج آپ بہت ہینڈسم لگ رہے ہیں۔"

"اچھا!" کہہ کر اس نے ایک نظر سنی پر ڈالی اور دوبارہ اپنے کام میں بزی ہوا تھا۔ "کل حمزہ اور عفی بھی کہہ رہے تھے کہ تمہارے پاپا بہت ہینڈسم ہیں۔ میں نے کہا۔ آخر پاپا کس کے ہیں۔ میں نے رائٹ کہا نا پاپا۔۔۔؟" معصومیت بھری آنکھیں شاہ یار پر تھیں۔

"رائٹ۔" کام میں مصروف وہ اس کے سوالوں کے جواب دے رہا تھا۔

"اور میں نے ان سے کہا میرے پاپا صرف ہینڈسم اسمارٹ ہی نہیں بہت اچھے بھی ہیں۔"

اب کی بار شاہ یار نے ہاتھ روکا تھا صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ اس کی خوشامد کی وجہ جاننا چاہ رہا تھا۔

"اور یہ کہ میرے پاپا مجھے میری فیورٹ اسٹوری بکس لا کر دیتے ہیں۔ اور کارٹونز سی ڈیز بھی۔ میرے ساتھ کرکٹ کھیلتے ہیں اور مجھے آئس کریم کھلانے لے جاتے ہیں میں نے ٹھیک کہا نا پاپا؟"

روانی سے بولتے اس نے دوبارہ تصدیق چاہی تھی۔ شاہ یار نے بلا تامل سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"تو آئس کریم کھانے چلیں پاپا؟" شاہ یار کی مسکراہٹ اس نے فوراً کیش کروانی چاہی تھی۔ شاہ یار نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"آج موسم کتنا پیارا ہے نا پاپا؟" سنی نے ہمت نہیں ہاری تھی۔

شاہ یار نے پھر سے سر کو اوپر نیچے جنبش دی تھی۔

"تو چلیں پھر؟"

شاہ یار نے نفی میں سر ہلایا۔

"پاپا پلیز۔۔۔"

"سنی۔۔۔!" اب کی بار اس کا انداز تنبیہی تھا۔ سنی دو سیکنڈ خاموش سا اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھا تھا۔ باہر نکلنے سے پہلے وہ مڑا تھا۔

"بے شک میرے پاپا مجھے کارٹونز سی ڈیز اور اسٹوری بکس نہیں لا کے دیتے، میرے لیے مزیدار ڈشز نہیں بناتے، کرکٹ بھی نہیں کھیلتے اور آئس کریم کھلانے بھی نہیں لے جاتے پھر بھی میرے پاپا دنیا کے سب سے اچھے پاپا ہیں۔"

وہ باہر نکل گیا تھا۔ پیچھے وہ اس کے لفظوں پر غور کرتا رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

اگلے پندرہ منٹ میں وہ سنی اور ایشاع کو آئس کریم کھلانے لے جا رہا تھا۔ ایشاع ہرگز ہرگز نہیں جانا چاہ رہی تھی مگر سنی کی ضد اور مانی اماں کا اصرار اسے جانا پڑا تھا اور اب فرنٹ سیٹ پر بیٹھی وہ خاصی سنجیدہ

DOWNLOADED FROM PAKSOCIETY.COM

CamScanner

Downloaded From Paksociety.com

سی تھی۔ شاہ یار بھی لب بھینچے ڈرائیو کررہا تھا۔ البتہ پیچھے بیٹھا سنی خوب چہک رہا تھا۔

فوڈ کورٹ پہنچ کر وہ دونوں تو ادھر ادھر کی رونقوں میں گم ہوگئے تھے۔ آرڈر شاہ یار نے ہی کیا تھا اور جب ویٹر نے کانچ کے نفیس پیالے میں ٹھنڈی میٹھی آئس کریم لاکر ان کے آگے رکھی تو۔۔۔

اسٹرابری فلیور کبھی بھی اس کا فیورٹ نہیں رہا تھا۔

"پاپا! آپ نے مما کے لیے اسٹرابری فلیور کیوں منگوایا۔ انہیں چاکلیٹ فلیور پسند ہے۔" سنی نے اس کے منہ کے بگڑتے زاویوں کو دیکھتے کہا تھا۔

"تو آپ کی مما کو بتانا چاہیے تھا اب مجھے الہام تو نہیں ہوتے نا۔"

مسکرا کر کہتے اس نے اس کا فقرہ بہت خوب صورتی سے لوٹایا تھا۔

"کوئی بات نہیں پاپا آپ دوسرا فلیور منگوالیں۔" سنی نے بڑا سا چمچہ لیتے آنکھیں پٹ پٹائی تھیں۔

"اٹس اوکے سنی! میں یہی کھالوں گی۔" بے دلی سے چمچہ اٹھاتے اس نے کہا تھا البتہ دل ہی دل میں شاہ یار کو کوسنے کا سلسلہ جاری تھا۔

☆ ☆ ☆

"سچی اماں! اتنی بوریت مجھے کبھی نہیں ہوئی تھی جتنی اب ہو رہی ہے اور کیا کہتی ہیں یہ بیگمات کب تک واپس آئیں گی۔" اماں کے پاس ان کے بیڈ پر بیٹھتے اس نے اپنا رونا رویا تھا۔

"ابھی تو کچھ پتا نہیں۔۔۔" انہوں نے ذرا کی ذرا نظر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

"تو آپ کہیں ناں مشی سے بہت ہوگیا گھومنا پھرنا بس اب واپس آنے کی کرے۔" اب کی بار انہوں نے گھورا اسے۔

"ہائیں! میں کیوں کہوں یہی تو گھومنے پھرنے کے ساتھ وقت گزارنے کے دن ہیں اور تم نے کیا حال بنایا ہوا ہے اپنا؟ لگتا ہے بیس دن پہلے شادی ہوئی ہے تمہاری؟ صاف کہتی ہوں بی بی رنگ ڈھنگ بدلو اپنے' غضب خدا کا نہ مہندی' نہ چوڑی' نہ زیور۔۔۔ اگلے کا امتحان مت بنو ایشاع! خود کو بدلو۔"

"اونہہ خود کو بدلو؟ کس کے لیے مہندی چوڑی پھنکاتی' پور پور سجتی۔ خوشبو میں بسی وہ ہوتی ہیں جنہیں چاہا جائے' سراہا جائے یہاں تو نجانے بے خبری ہے' بے نیازی ہے یا ناپسندیدگی؟"

وہ دیر تک کڑھتی رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ اماں کے پاس بیٹھی تھی جب سنی بھاگتا ہوا آیا تھا۔

"آپ کو پاپا بلا رہے ہیں۔"

"اس مجھے؟" اسے حیرت نے گھیرا تھا۔

"تجھے کب عقل آئے گی ایشاع؟ شوہر وہاں اکیلا بیٹھا ہے اور تجھے یہاں گپیں ہانکنے سے فرصت نہیں۔" اماں نے فوراً ٹوکا تھا۔ "چل اب جلدی جا۔"

"جا رہی ہوں اماں۔" جلدی جلدی الٹے سیدھے سلیپرز اڑستے وہ چلی آئی تھی۔

وہ اکتایا سا کھڑا تھا۔

"میری بلیو شرٹ کہاں ہے؟" اسے دیکھتے ہی سوال داغا تھا۔ اب اس کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں کہ کون سی شرٹ؟ کیسی شرٹ؟

"مجھے کیا پتا' چندو کو پتا ہوگی۔" کہہ کر جانا چاہا تھا۔

"اچھا؟" اس نے پھر سے دیکھا تھا "بیوی تم ہو یا چندو؟" تمسخرانہ لہجے میں دریافت ہوا تھا۔

"ہاں تو بیوی ہوں ملازمہ نہیں جو اس چندو کے فرائض سرانجام دوں۔" تڑخ کر اس نے جواب دیا تھا۔

"اچھا تو بیوی والے کون سے فرائض پورے کیے ہیں تم نے؟" لہجہ صاف مذاق اڑاتا ہوا تھا۔

اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا تھا جواب دینا چاہا مگر اس کی گہری آنکھیں خود پر جمی دیکھ کر سارے لفظ گڈمڈ ہو

DOWNLOADED FROM PAKSOCIETY.COM

CamScanner

Downloaded From Paksociety.com

گئے تھے۔

"ممی میں ڈھونڈ دیتی ہوں۔" سپٹا کر کہتے وہ کترا کے نکلی تھی۔

چند لمحوں بعد وہ اس کی شرٹ تھامے کھڑی تھی۔

"یہ لیں۔" اس کی طرف دیکھے بنا اس نے شرٹ آگے کی تھی۔

"گڈ اور آئندہ کے لیے خود خیال رکھنا مجھے بات دہرانے کی عادت نہیں ہے۔" کہتے وہ چلا گیا تھا۔

"اونہہ دہرانے کی عادت نہیں ہے۔" اس نے سر جھٹکا تھا۔

☆ ☆ ☆

"اٹھو اور ناشتہ بناؤ۔"

وہ مندی مندی آنکھوں سے شاہ یار کو آفس جانے کے لیے تیار ہوتا دیکھ رہی تھی۔ رات دیر تک صبا سے بات کرنے کی وجہ سے وہ بہت دیر سے سوئی تھی۔ ابھی بھی آنکھ شاہ یار کی کھٹ پٹر سے کھلی تھی جب وہ ایٹم بم کی طرح اس کے سر پر پھٹا تھا۔

"کون؟" وہ جھٹکے سے اٹھی تھی۔

"اگر تمہارے علاوہ بھی یہاں کوئی ہے تو کم از کم وہ مجھے نظر نہیں آرہا۔"

ایک تو مجال ہے یہ کھڑوس طنز کی زبان کے علاوہ بھی کوئی زبان استعمال کرلے۔

"اب اٹھو بھی.... لیٹ ہو رہا ہوں میں۔" وہ اب اس کے سر پر کھڑا تھا۔

"مما میرے لیے بھی پراٹھا اور چیز آملیٹ۔" سنی نے بھی فوراً فرمائش جھاڑی تھی۔ اس نے حتی المقدور اسے گھورا۔

کچن میں الٹے سیدھے ہاتھ چلاتے وہ چندو کو کوسنے میں مشغول تھی جو ان دنوں گاؤں اپنی بے بے سے ملنے گئی ہوئی تھی۔

"مما! جلدی کریں۔" سنی کی دہائی جاری تھی شاہ یار بھی نیوز پیپر کی شہ سرخیاں دیکھتا بار بار رسٹ واچ پہ نظر ڈال رہا تھا۔

"ناشتا تیار ہے سنی اتنے اتاؤلے کیوں ہو رہے ہو۔" ہاتھ میں پکڑی ٹرے ٹیبل پر رکھتے اس نے سنی کو ڈانٹا مگر اس کے پاس غور کرنے کا ٹائم کہاں تھا۔ وہ تو حیرت بھرے تاثرات کے ساتھ پلیٹ میں نظر آتی کچھ مستطیل کچھ گول چیز کو گھور رہا تھا۔

"پاپا! یہ کیا ہے؟" ان ہی تاثرات کے ساتھ اس نے شاہ یار کی طرف دیکھا تھا۔

"بقول تمہاری ڈیرسٹ مما کے اسے پراٹھا کہتے ہیں۔"

"اور یہ پھر آملیٹ ہو گا؟" سنی کی خود ساختہ سنجیدگی۔ شاہ یار کا فلک شگاف قہقہہ بلند ہوا تھا۔ سنی بھی اب دل کھول اور پیٹ بھر کے ہنس رہا تھا۔

"بدتمیز گدھا۔" جلتی کلستی ایشاع زبیر نے نجانے یہ خطاب کسے دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"شکر ہے تم لوگوں کی واپسی تو ہوئی۔" ایشاع نے زیب کے بیگ کی اچھی طرح تلاشی لینے کے بعد مونگ پھلی نکالی اور ٹک ٹک کھاتے کہا تھا۔

"اور ہمارے لیے مقام شکر ہے کہ محترمہ ایشاع زبیر کو ہماری قدر تو محسوس ہوئی۔" مشی نے لفافے میں ہاتھ ڈال کر بچی کچی مونگ پھلی نکالتے زیب کو اشارہ کیا تھا۔

"ہاں بالکل۔" وہ فوراً متفق ہوئی تھی۔

"اچھا یہ بتاؤ کہاں کہاں گئیں؟ کیا کیا دیکھا؟" اس نے چھلکے مشی کی گود میں ڈالتے تجسس سے پوچھا تھا۔

"وہ تو ہم بتائیں گے ہی۔ پہلے تم بتاؤ تم لوگوں کے حالات میں کچھ تبدیلی آئی کہ نہیں؟" ہینڈ بیگ سے میک اپ کی چیزیں نکال کر ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھتے زیب نے پوچھا تھا۔

"تبدیلی وہاں آتی ہے یار! جہاں محبت ہو اور ہمارے درمیان ایسا کوئی سین نہیں۔"

"ایک بات کہوں ایشاع۔۔۔!" زیب سب چھوڑ چھاڑ اس کے قریب آئی۔ "بعض دفعہ محبت ہوتی ہے مگر

DOWNLOADED FROM PAKSOCIETY.COM

CamScanner

Downloaded From Paksociety.com

ہماری بے خبری اور لاپروائی کی دھند میں دکھائی نہیں دیتی۔ تم بھی اس گرد کو جھاڑ کے دیکھو' ہو سکتا ہے اندر کہیں محبت موجود ہو۔"

وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

☆ ☆ ☆

اس دنیا میں اگر کوئی چیز نعمت ہے تو وہ ہے بے خبری۔ جب تک یہ نعمت اس کے پاس تھی مزے ہی مزے تھے۔ نہ پریشانی' نہ فکر اور اب ادراک کی دولت ملی تو نہ وہ سکون رہا' نہ چین۔

کم بخت ناس پٹی محبت کو ذرا سی لفٹ کیا کر دی سر پہ چڑھ کے ناچنے لگی اور مرن جوگا دل کسی شریر بچے کی طرح اس چیز کی امید رکھنے لگا جس کا خواب وہ سوتے میں بھی نہیں دیکھ سکتی تھی۔ شاہ یار کی محبت اور توجہ۔ عجیب بے قراری تھی جو اس کے وجود سے آلپٹی تھی اور کسی پل قرار نہ لینے دیتی تھی۔ اس کا دل چاہتا کہ جائے اور کس کر دو تھپڑ لگائے زیب شاہ نواز کو جس نے اس کی ہنستی مسکراتی زندگی میں بھونچال پیدا کر دیا تھا۔ مگر اس سے بھی کیا ہو جاتا کون سا دل سدھر جاتا۔ ڈانٹ ڈپٹ' لاڈ پیار' سختی سب کر کے دیکھ لیا وہ دل ہی کیا جو مان جاتا۔ مان جاتا تو دل کیسے کہلاتا؟

تنگ آ کر وہ مدد لینے وہیں پہنچی تھی۔ وہاں مشورے تھے مفت اور مفید اور کسی کو دینے ہوں تو بے شمار لاتعداد ڈھیروں' ڈھیر۔ وہ تینوں ہی بڑھ چڑھ کر بول رہی تھیں۔

"حق منواؤ' رعب جتاؤ' احساس دلاؤ۔ ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ عورت چاہے تو مرد کو مٹھی میں قید کر سکتی ہے۔ توجہ اور پیار سے اسے اپنا گرویدہ بنایا جا سکتا ہے۔ خدمت پیار' محبت' ایثار۔ عورت یہ سارے ہتھیار پکڑے تو کبھی ہار نہیں سکتی۔"

ادھر اماں کے بھاشن اسے دیکھتے ہی شروع ہو جاتے۔ وہ خاموشی سے سنتی جاتی۔

"کافی!" وہ فائلیں کھولے' کمپیوٹر سنبھالے بیٹھا تھا جب اس نے کپ نزدیک کیا۔

"رکھ دو۔" بنا اس پہ نظر ڈالے کہا گیا۔

"میں نے خود بنائی ہے۔" بتانا ضروری سمجھا۔

"اچھا پھر تو پینے کے قابل بھی نہیں ہو گی۔"

شکریہ اور تعریف تو ایک طرف' اس میں موت بھی نہیں تھی۔

"جی نہیں' میں بہت اچھی بناتی ہوں۔" بہت مشکل سے اس کا کڑوا جملہ حلق سے اتارتے اس نے سابقہ لہجے میں کہا تھا۔

"اور کے مان لیا اب میں کچھ کام کر لوں؟"

"شیور۔" وہ مسکرائی اور سیدھا زیب کے پاس رپورٹ دینے پہنچی تھی۔

"پہلے خود پہ توجہ دو بے وقوف' سچ' سچ بتانا آخری بار منہ کب دھویا تھا۔"

"کل شام کو' کیوں؟" حیرت سے اپنی سنہری آنکھیں پٹپٹاتے اس نے پوچھا تھا تو دل چاہا اسے کھڑے کھڑے مرحومین کی فہرست میں شامل کر دے۔

"گدھی! حلیہ دیکھو اپنا تم سے بہتر کام والی ماسی منتو کا ہو گا۔" زیب نے جھلاتے ہوئے کہہ کر اسے آئینے کے سامنے کھڑا کیا تھا۔

"نہیں یہ میں نہیں ہو سکتی۔" زیب کو گھورتے اس نے آئینے پر نظر ڈالی وہ زیب کے الفاظ سچ ہونے کی گواہی دے رہا تھا اس کے لبوں سے چیخ برآمد ہوئی تھی۔

"یہی تو میں کہہ رہی ہوں یہ تم نہیں ہو سکتیں۔ ایشاع زبیر نہیں ہو سکتی' ایشاع زبیر تو کوئی اور تھی۔ ہر وقت تک سک سے تیار چمکتی آنکھوں اور دمکتے چہرے والی۔ کہاں گم کر دیا ہے تم نے اسے؟"

زیب کے سوال نے اسے ٹھٹک جانے پہ مجبور کر دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"میں نے نیا ہیئر کٹ کروایا ہے' کیسا ہے؟"

وہ بیڈ پہ نیم دراز کسی کتاب کی ورق گردانی میں

DOWNLOADED FROM PAKSOCIETY.COM

CamScanner

Downloaded From Paksociety.com

مصروف تھا جب ایشاع نے اندر داخل ہوتے پوچھا تھا۔ "وہ پہلے والا اچھا نہیں تھا۔"

"کس نے کہا؟ اس میں کم از کم انسان تو لگتی تھیں۔"

"کیا مطلب اس میں چڑیل لگ رہی ہوں۔"

"خود شناسی اچھی چیز ہے۔" اطمینان بھرے لہجے میں کہہ کر اس نے سگریٹ سلگا لیا تھا۔

ایشاع نے اس کے چہرے پہ مذاق کے تاثرات ڈھونڈنے چاہے مگر اسے شدید ناکامی ہوئی تھی۔

☆ ☆ ☆

ان ہی دنوں رمضان المبارک کا مہینہ آپہنچا۔ وہ سب دل و جان سے ان پرنور ساعتوں خوش آمدید کہنے کو تیار تھے۔ شاہ ہاؤس کی فضا بھی ان دنوں منور معطر سی رہتی تھی۔ خود وہ بھی اس بار بار زیادہ عقیدت سے روزے رکھنے اور عبادت کرنے میں مصروف تھی۔

دوسری طرف ان تینوں کے مشورے جاری و ساری تھے۔

"ہمیں تو وہی ایشاع چاہیے جو پر اعتماد تھی۔ زندہ دل تھی۔ جسے چیلنجز قبول کرنے میں مزہ آتا تھا اور جسے کے پاس جیتنے کے گر تھے۔"

آج زیب کا ہاتھ بٹانے کو صبا اور مشی بھی تھیں۔ اس کی برین واشنگ جاری تھی۔ نتیجتاً" افطاری کے بعد اس نے نماز تراویح ادا کی اور اس کے سر پہ آ کھڑی ہوئی۔

"مجھے آپ کا وقت اور پیسے چاہئیں۔"

اس کا پُر اعتماد انداز شاہ یار کو ہلکی سی حیرت میں مبتلا کر گیا تھا۔

"کیوں؟" اس نے اطمینان بھرے لہجے میں پوچھا تھا۔

"عید کی شاپنگ کرنی ہے۔"

"یہ لو۔" سیاہ والٹ اس کے آگے رکھ دیا گیا تھا۔

"میں نے وقت بھی کہا ہے۔"

"وہ نہیں ہے میرے پاس۔" صاف کھرا لہجہ اور دو ٹوک انداز۔

"تو پھر کس کے ساتھ جاؤں میں؟" ابرو اٹھا کر اس نے سوال کیا تھا۔

"اس گھر میں بہت سارے لوگ بستے ہیں۔ کسی کے بھی ساتھ چلی جاؤ۔"

سکون بھرے انداز میں دیا گیا مشورہ اسے پتھر کی طرح لگا تھا۔

"میں ان سب کی نہیں آپ کی بیوی ہوں۔ اور آپ کے وقت پہ میرا بھی حق ہے اور دوسری بات میں اگر جاؤں گی تو آپ کے ساتھ ہی ورنہ نہیں جاؤں گی۔"

اس کے اٹل انداز پر وہ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"کہاں تھے آپ؟" وہ خاصا لیٹ واپس آیا تھا کب سے محو انتظار ایشاع نے فوراً" پوچھا تھا۔

"کیوں؟ اور یہ کون سا طریقہ ہے سوال کرنے کا؟" فراخ پیشانی لمحوں میں سکڑی تھی۔

"وہ مجھے آپ سے ضروری بات کرنی تھی۔" اب کچھ تو کہنا تھا۔

"تو چلو وہ ضروری بات ابھی کر لیتے ہیں۔" وہ بیڈ کے کنارے پہ بیٹھا پھر ہاتھ بڑھا کر اسے بھی سامنے بٹھا لیا تھا۔

"ہاں اب بولو۔" اس کے صبیح چہرے کو دیکھتے شاہ یار نے پوچھا تھا اور اسے یوں یک ٹک اپنی طرف دیکھتے پا کر اسے جو یاد تھا وہ سب بھی بھول گیا تھا۔ "ہاں وہ میں نے پوچھنا تھا کہ یہ برف سفید ہی کیوں ہوتی ہے سیاہ کیوں نہیں؟" (دھت تیرے کی) اس نے بنا چھوئے اپنا ماتھا پیٹا تھا۔ بدحواسی میں الٹا سیدھا ہی منہ سے نکلا تھا۔

"(اور یہ جو مجھے دنیا کی سب سے بے وقوف اور احمق لڑکی سمجھتا ہے تو میں نے آج خود ہی اس کے اندازوں کی تصدیق کر دی۔)"

"ہوں سوال تو غور طلب ہے۔ سوچتے ہیں اس پہ

DOWNLOADED FROM PAKSOCIETY.COM

CamScanner

Downloaded From Paksociety.com

بھی مگر برائے کرم تم ذہن پر زیادہ بوجھ مت ڈالنا۔"
گلابی پوروں سے اس کا گل تھپتھپاتے وہ اٹھ گیا تھا۔ وہ خود کو کوستی رہ گئی تھی۔
تایا ابا اور شاہ یار عشاء کی نماز پڑھ کر واپس لوٹے تو انہوں نے اسے اسٹڈی میں بلوالیا تھا۔
"جی ابا!" وہ نماز والی ٹوپی سر سے اتارتا ان کے سامنے آبیٹھا تھا۔
"بیٹھو' میری بات پوری توجہ اور غور سے سننا شاہ یار! بیٹا رشتے صرف بنانا اہم نہیں ہوتے انہیں نباہنا بھی اہم ہوتا ہے پوری ایمان داری اور سچائی کے ساتھ۔ میں جانتا ہوں بیٹا من چاہے رشتوں کے مقابلے میں ان چاہے رشتوں کو نباہنا زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ کبھی کبھی ہر قدم پہ پل صراط پر چلنے کا گمان ہوتا ہے یا ننگے پاؤں کانٹوں پہ چلنا اتنا ہی تکلیف دہ اتنا ہی مشکل ہوتا ہے۔ من چاہے رشتوں کے لیے انسان ہنستے ہنستے جان بھی قربان کردے اور اف تک نہ کرے۔ ان چاہے رشتوں کے لیے سوئی برابر قربانی دینا بھی قیامت جھیلنے کے مترادف لگتا ہے مگر بیٹا اصل قربانی بھی تو وہی ہوتی ہے وہ بیوی ہے تمہاری' تمہاری محبت' توجہ کی سب سے زیادہ حق دار تمہاری سب سے بڑی ذمہ داری۔ کچھ فیصلے غلط ہوتے ہیں مگر جب ہو جاتے ہیں تو انہیں نباہنا پڑتا ہے۔ میاں' بیوی کے رشتے کی بنیاد ان ہی چند چیزوں پر ہوتی ہے محبت' یقین' بھروسا' اعتبار اور احساس' یہ چیزیں اسے دو گے تب ہی یہ رشتہ مضبوط ہوگا' یہ گھر مضبوط ہوگا۔ ہم سب تمہارے خیر خواہ ہیں بیٹا اور تم دونوں کو خوش دیکھنا چاہتے ہیں۔"
تایا ابا اب خاموش تھے وہ ابھی بھی سر جھکائے بیٹھا تھا۔

☆ ☆ ☆

رمضان المبارک کے پہلے دو عشرے گزر چکے تھے تیسرا عشرہ شروع ہو چکا تھا وہ آج آفس سے جلدی اٹھ آیا تھا لاؤنج کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتا وہ ایشاع کی آواز پر رکا تھا۔
"ایک اچھا شوہر وہ ہوتا ہے جو اپنی بیوی کو چاہے سراہے اس پہ توجہ دے۔"
ایشاع کے الفاظ سے وہ چاروں متفق تھیں اس نے خاموشی سے سنا تھا اور پلٹ گیا۔

☆ ☆ ☆

اس کی نظریں کتنی دیر سے ایشاع پر تھیں جو بہت خشوع و خضوع سے نماز پڑھ رہی تھی۔ نماز پڑھ کے وہ مصلے سے اٹھی تھی۔
"تم نے دعا کیوں نہیں مانگی؟" وہ اچانک ہی پوچھ بیٹھا۔
"مانگنے سے ہر چیز کہاں ملتی ہے۔" وہ یاسیت سے کہتی مسکرائی۔
"یقین اور صبر سے مانگو تو مل بھی جاتی ہے۔" شاہ یار کے نرم لہجے پر وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

☆ ☆ ☆

SOHNI PAGES FROM PAKSOCIETY.COM

Downloaded From Paksociety.com

وہ سب خنساء پھپھو کے گھر انتظار ڈنر پہ مدعو تھے' جامنی رنگ کے لباس میں سلیقے سے بندھے بالوں اور ہلکا پھلکا میک اپ' وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔ تب ہی شاہ یار حسن کی نظریں بھی بار بار اس کی طرف اٹھ رہی تھیں۔

"کیا ضرورت تھی وہاں لفنگوں کی طرح مجھ پر نظر جمانے کی۔ کیا سوچتے ہوں گے سب؟" واپسی پہ گاڑی میں اس نے نکتہ اعتراض اٹھایا تھا۔

"بٹ ممما کل تو آپ کہہ رہی تھیں تمہارے پاپا بہت سڑیل ہیں۔ کبھی نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور آج کہہ رہی ہیں کہ کیوں دیکھا۔" سنی نے بہت غلط ٹائم پہ بھانڈا پھوڑا تھا۔

(کھوتے تجھے تو گھر جا کے پوچھتی ہوں میں)

"اچھا؟" شاہ یار نے ایک معنی خیز سی نظر اس پہ ڈالتے سنی سے مزید اپنے بارے میں اس کی گوہر افشانیوں کا پوچھا تھا۔ وہ بے بس سی بیٹھی سنی کی لن ترانیاں سن رہی تھی جو جوش میں ہوش کھوئے اس کے سارے راز افشا کرنے کے درپے تھا۔ گدھا!

☆ ☆ ☆

وہ لیپ ٹاپ تھامے سیڑھیاں چڑھتا ٹیرس پہ آیا تھا۔ آج چاند رات متوقع تھی۔ ٹیرس پہ پہلے ہی سے کسی کی موجودگی نے اسے کھٹک جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ تو سب کو نیچے خوش گپیاں کرتے ہوئے چھوڑ آیا تھا۔

ایک قدم آگے بڑھایا تو سفید آنچل لہراتا نظر آیا۔ وہ بالکل اس کے پاس جا کھڑا ہوا تھا۔ وہ دور آسمان پہ نظریں ٹکائے کسی اور جہاں میں کھوئی ہوئی تھی۔ جب ہی اس کی آمد سے بے خبر رہی تھی۔

"ایشاع.....!" بہت نرم لہجے میں اس نے پکارا تھا۔ وہ چونک کر سیدھی ہوئی اور نجانے کتنے سارے آنسو پلکوں سے ہوتے گالوں پر چھلک آئے۔

وہ اسے سامنے دیکھ کر خاصی نروس ہوئی تھی پھر ایک ہاتھ سے چہرہ صاف کر کے واپس جانے کے لیے مڑی تھی۔ اور کسی دل کے قریب انسان کی آنکھوں میں آنسو دیکھنا کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے' شاہ یار حسن نے زندگی میں پہلی بار جانا تھا۔

اور یہ ٹھیک ایک گھنٹے بعد کا منظر تھا جب چاند نظر آچکا تھا اور سفید رنگ کے کاٹن کے لباس میں ملبوس شاہ یار حسن اور بلیک ساڑھی میں سجی ایشاع شاہ یار گاڑی میں بیٹھے ڈنر کے لیے جا رہے تھے۔

"بہت اچھی لگ رہی ہو۔" شاہ یار نے ذرا سا اس کی طرف جھکتے کہا۔

"آج یہ انقلاب کیسا؟ پہلے ساتھ ڈنر اور شاپنگ کی آفر اور اب تعریف۔" وہ مشکوک ہوئی تھی۔

"میں ایک اچھا شوہر بننے کی پریکٹس کر رہا ہوں یار۔" وہ مسکراہٹ دبائے بتا رہا تھا۔

اس نے اچھنبے سے شاہ یار کی طرف دیکھا تھا۔

"تم نے ہی تو کہا تھا اچھا شوہر وہ ہوتا ہے جو اپنی بیوی کو دیکھتا ہے' اس پہ توجہ دیتا ہے۔ اسے سراہتا ہے۔ اس سے محبت کرتا ہے۔ پہلی تین کے لیے تھوڑی محنت کرنا پڑتی مگر چوتھی تو خود بخود ہی ہو گئی۔ محبت کی بات کر رہا ہوں یار۔ اور مجھے یقین ہے یہ آنے والا دن اور گزرنے والا ہر لمحہ اس میں اضافہ ہی کرے گا۔"

اپنے سامنے موجود شخص کے الفاظ اسے عجیب طرح کی خوشی دے رہے تھے۔ عجیب طرح کے سرور سے آشنا کر رہے تھے۔

"کیا تم میری محبت کو قبول کرتی ہو ایشاع شاہ یار حسن؟"

اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھا' وہاں آس تھی' وہ کیسے اس آس کو توڑ دیتی' وہ بھی تب جب اسے خود اس شخص سے بے پناہ محبت ہو گئی تھی۔ اس نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا اور اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا۔ عید کل تھی مگر ایشاع شاہ یار کے لیے تو اب ہر دن ہر شب عید سعید تھا۔

DOWNLOADED FROM PAKSOCIETY.COM